

سندھی علماء کی علم حدیث میں خدمات

Contributions of Sindhi Scholars in the Field of Hadith

Professor Dr. Aijaz Ali Khoso

Professor, Al-Hamd Islamic University Islamabad.

Email: aijaz.khoso80@gmail.com

Dr. Muhammad Ali Shaikh

Assitant Professor Islamic Studies, The Shaikh Ayaz University Shikarpur.

Received on: 12-04-2022

Accepted on: 17-05-2023

Abstract

Islam is a perfect religion of Alla. There is no any fault in it, and Allah has revealed its holy book Quran on his last prophet Hazrat Muhammad (PBUH) and its instructions and commands one in collective form which is explained by the holy Prophet (PBUH) in his sayings and doings. The Holy Quran keeps the status of a basic Doctrine and way of lif, whose explanation is made by holy Prophet (PBUH) in his sayings and doings. Hadith and Sunnah are said to be doings and sayings of Holy Prophet (PBUH). The basis of Din/Religion is on two things that is Quran and Sunnah. These two are interdependent on each other that one cannot understand the one irrespective of the other one. So Scholars have been vesting their struggles to strengthen in these two bases since, earlier period. In Indian subcontinent literary and scholastic services are conducted by scholars are not hidden at all.

Allama Sayyed Rashid Raza Misri Says:

Subcontinent Scholars gave better attentions to Hadith, if they would not do so this (Hadith) knowledge would be forgotten by Eastern countries. Islam's rays flourished first of all on the earth of Sindh (Indus valley), and it is also felt that Sindh is gateway of Islam. The Heavenly message of Islam is spread into subcontinent through this land. This message is cause and wealth of pride for world for its worldly success and the success of here after.

Keywords: doctrine, scholars, subcontinent, hadith, spread, Indus valley, pride.

باب الاسلام سندھ وطن عزیز مملکت پاکستان کا وہ خطہ ہے جو صدیوں سے تاریخ و ثقافت، تہذیب و تمدن، علوم و فنون کا مرکز اور تصوف اور روحانیت، حقائق و معارف کا گہوارہ رہا ہے۔

اس حقیقت کی زندہ شہادتیں آج بھی جا بجا تاریخی عمارتوں، قدیم مسجدوں، مجاہدان اسلام کے مزاروں، بزرگان دین کی درگاہوں، فدا یان توحید کی خانقاہوں، پرانی کتب خانوں اور بہت سے دیگر نقوش و آثار سے ملتی ہیں۔

اسلام کا پیغام اس سر زمین پر عہد نبوی ﷺ میں آچکا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا:

" آج میرے پاس سندہ سے آنے والے پانچ افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔ "

سرزمین سندہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ برصغیر میں اسلام کا سورج سب سے پہلے اسی زمین پر طلوع ہوا۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ عربوں نے 93ھ میں سندہ فتح کیا اور اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اسی طرح یہ بھی بہت بڑی حقیقت ہے کہ اسلام کا پیغام اس سرزمین پر عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی آچکا تھا، چونکہ سندہ جغرافیائی لحاظ سے ایسے خطے میں واقع ہے جہاں لوگوں کی بحری ذرائع سے آمد و رفت خاص طور پر مسلمان تاجروں کی گزرگاہ تھی، جو تجارت کے لحاظ سے برصغیر میں آتے تھے اور یہاں کے باسیوں کے لیے اسلام کا پیغام بھی لائے۔

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے وقت موجودہ پاکستان کو سندہ کہا جاتا تھا، بلکہ پاکستان سمیت آج کے ایران، افغانستان اور ہندوستان کے بعض علاقوں کو سندہ کہا جاتا تھا جو رفتہ رفتہ گمٹ کر ایک صوبے کا نام رہ گیا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں:

بے شک اللہ تعالیٰ نے سرزمین سندہ (موجودہ پاکستان) پر خصوصی احسان فرمایا کہ اس خطہ عالم میں فتح اسلامی کے لیے اسے موطن اول ٹھہرایا۔¹

اس وقت علوم و فنون کے لحاظ سے سندہ کی کچھ مشہور یہ شہر یہ تھے جن کا مختصر یہاں پر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(دبیل)

محمد بن قاسم نے سندہ کو فتح کرنے کے بعد دبیل شہر میں ایک شاہی مسجد بھی تعمیر کر دی تھی اور ایک وسیع اور عریض مسلم کالونی قائم کر کے 4000 مسلم گہرانے اس میں بسائے۔

دبیل سندہ کا ایک قدیم مشہور مرکزی شہر اور اہم بندرگاہ کا نام ہے جو دریائے مہراں کی جانب کراچی سے تقریباً (35) میل کے فاصلے پر جنوب کی سمت ساحل سمندر پر واقع تھا، جسے محمد بن قاسم نے 93 ہجری میں فتح کیا تھا۔ برصغیر میں اسلامی جہنڈا سب سے پہلے اسی شہر پر لہرایا گیا اور سب سے پہلی مسجد اسی شہر میں بنائی گئی۔

دبیل شہر کو شروع سے ہی اسلامی مرکزیت حاصل ہو گئی تھی لہذا یہاں روز اول سے ہی علماء و فضلاء کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور یہ شہر محدثین و رواۃ حدیث کا مرکز و مرجع بن گیا۔²

علامہ ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الحموی لکھتے ہیں:

دبیل مدینۃ مشہورۃ علی ساحل بحر الہند و قد ینسب الیہا قوم من الرواۃ۔³

(دبیل بحر ہند کے ساحل پر ایک مشہور شہر ہے جس کی طرف رواۃ الحدیث کی قوم (جماعت) منسوب ہے۔)

(المنصورہ)

سندھ کا ایک دوسرا شہر (المنصورہ) بھی ایک بہت بڑا علمی و فنی شہر شمار ہوتا تھا جو ضلع ساٹلھڑ کے شہر ادپور شہر سے جنوب مشرق کی جانب تقریباً دس میل کے فاصلے پر نہر جمڑاء کے قریب واقع تھا۔ یہ شہر جب سے معرض وجود میں آیا مملکت سندھ کا صدر مقام و دار السلطنت قرار پایا۔

اس شہر کے اندر بھی متعدد علماء و محدثین و فضلاء اور مصنفین موجود تھے جن کے علمی مشاغل تدریس و تہذیب اور تصنیف و تالیف سے بہت زیادہ لوگ فیض یاب ہوئے۔

یہ علاقہ علوم اسلامی و فنون شریعت اور تہذیب و ثقافت کے لحاظ سے عراق کا ہم پلہ تھا۔

قاضی ابوالعالی اطہر مبارکپوری اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

(اس دور میں سندھ کے دو شہر دیبل اور المنصورہ عراق کے شہر کوفہ اور بصرہ کے برابر تھے۔ سندھ کے یہ دونوں مراکز اسلامی علوم و فنون تہذیب و تمدن اور دینی ذہن و مزاج کے گھوارے تھے۔⁴)

(ٹھٹھہ)

ٹھٹھہ سندھ کا ایک بہت بڑا علمی و فنی اور مرکزی شہر شمار ہوتا تھا اور ایک زمانے تک سندھ کا ایک بڑا صوبہ اسی نام سے موسوم تھا۔ یہ شہر دریائے سندھ کے مغرب میں کوہ مکی کے دامن پر واقع ایک پُر رونق شہر تھا۔ مغلوں کے زمانے تک تجارت کا بھی بہت بڑا مرکز رہا ہے۔ ٹھٹھہ برصغیر پاک و ہند میں سب سے بڑا علمی مرکز تھا۔ علوم اسلامی تفسیر و حدیث اور فنون شریعت اور علوم اصول و قوانین میں کوئی شہر اس کے برابر نہیں تھا اور یہاں مدارس کا جال بچھا ہوا تھا، تقریباً چار سو بڑے بڑے دارالعلوم کام کر رہے تھے۔

یہ علاقہ علماء و فضلاء اور مفسرین و محدثین اور شعراء و ادباء ہی کا شہر تھا۔ یہاں سے سینکڑوں نامی گرامی فضلاء و معقولات و منقولات اور بڑے بڑے مفسرین و محدثین پیدا ہوئے، جسے: علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، مخدوم عبدالرحمن ٹھٹھوی، مخدوم عبداللطیف ٹھٹھوی، مخدوم محمد معین ٹھٹھوی وغیرہ۔

اسی طرح ارو، سہوان، لواری اور بکھر وغیرہ جنہوں نے سینکڑوں علمائے کرام اولیاء کرام اپنی جھولیوں میں پالے اور تاریخ کے صفحات میں خاص مقام حاصل کیا۔⁵

برصغیر پاک و ہند کے علماء کرام کا حدیث شریف کی خدمت میں نہایت اہم کردار ہے۔ تاریخ کے اوراق میں ان کے کارہائے نمایاں محفوظ ہیں۔ اس خطے (سندھ) میں پیدا ہونے والوں، رہنے والوں کے متعلق اور ان کی خدمات کے متعلق مختصر اجازتہ پیش کرتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمن السندی التالیعی:

حضرت عبدالرحمن السندی التالیعی قرن اول کے سندھی فضلاء تابعین و علماء و محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن کا نسب نام

"السندی" اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آپ سندی النسل تھے۔

حضرت عبدالرحمن کو حضرت انس بن مالک صحابی رسول سے براہ راست حدیث کی تحصیل و سماعت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے آپ کو رجال حدیث میں شمار کرتے ہوئے اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" میں آپ کی یہ حدیث روایت کی ہے:

"عبدالرحمن السندی سمع انسا کان النبی یا کل ولا یتوضا من اللحم"۔

(عبدالرحمن سندی نے حضرت انس سے یہ سنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھانے کی وجہ سے وضو نہیں فرماتے تھے)۔⁶ امام بخاری کا آپ رضی اللہ عنہ کی حدیث اخذ کرنا آپ کی ثقاہت و صداقت پر ایک بہت بڑی حجت ہے۔ حضرت عبدالرحمان السندی کی تاریخ وفات کا کوئی ذکر نہیں ملتا، جبکہ مولانا محمد اسحاق بھٹی نے آپ کو پہلی صدی ہجری کے محدثین میں شمار کیا ہے۔

شیخ موسیٰ بن السندی الجرجانی:

شیخ موسیٰ بن سندی الجرجانی البکر آبادی آپ قرن سوم کے فضلاء محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ شیخ موسیٰ کی نسبت، کنیت (ابن السندی) اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سندی النسل ہیں اور الجرجانی اور البکر آبادی القاب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے جرجان کے قصبہ بکر آباد میں سکونت اختیار کی تھی۔ لہذا آپ کو وطن اصلی کے اعتبار سے سندی اور وطن سکونت کے لحاظ سے جرجانی اور بکر آبادی کہتے ہیں۔ اسی بناء پر مترجمین و مورخین سندھ و ہند نے آپ کو رجال سندھ میں شمار کیا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ ابوالقاسم حمزہ بن یوسف بن ابراہیم السهمی الجرجانی نے تو آپ کو براہ راست "السندی" لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ آپ سندی الاصل ہیں وہ لکھتے ہیں کہ:

"موسیٰ السندی ابو محمد الجرجانی البکر آبادی روی فی سنة ثلاثین ومائین عن وکیع بن الجراح"⁷۔

شیخ ابو محمد موسیٰ سندی جرجانی بکر آبادی نے 230ھ میں امام وکیع بن جراح سے حدیث کی روایت کی۔ شیخ موسیٰ السندی اپنے ہم عصر محدثین میں خاص نام و مقام کے مالک تھے۔ اس وقت کے علماء و حفاظ حدیث آپ کی وجاہت و ثقاہت کے معترف تھے۔

آپ کی وفات کے بارے میں کوئی متعین تاریخ نہیں ملتی، البتہ یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ تیسری صدی کے رجال میں سے تھے۔

شیخ ابو محمد الحسن بن حامد الدیبلی:

آپ کی کنیت ابو محمد اور نام و نسب شیخ الحسن بن حامد بن الحسن بن حامد الدیبلی البغدادی ہے۔

شیخ ابو محمد قرن پنجم کے فضلاء محدثین دیبل (سندھ) سے تھے۔

آپ اصل و نسل اور وطن اصلی کے اعتبار سے دیبلی زندگی سندی اور وطن سکونت و اقامت کے لحاظ سے البغدادی کہلاتے ہیں۔

شیخ ابو محمد اگرچہ ایک بہت بڑے سرمایہ دار تاجر اور صاحبِ جاہ و جلال شخص تھے لیکن وہ اس کے ساتھ ساتھ علم و فن اور شعر کے میدان میں بھی صاحبِ فضل و کمالِ رجال میں سے تھے۔

جہاں آپ اپنے دنیوی امور و مشاغل میں مصروف رہتے تھے وہاں آپ تدریس و تحدیث اور اشاعت حدیث میں بھی مشغول نظر آتے تھے۔ شیخ ابو محمد کی مستقل سکونت و اقامت اور درس تو بغداد شریف میں تھا، لیکن آپ بغداد کے علاوہ مصر و دمشق بھی تشریف لے گئے اور وہاں حلقہ تدریس و تحدیث قائم کر کے خلقِ خدا کو مستفیض و مستفید کرتے رہے۔⁸

آپ سے بڑے بڑے محدثین نے روایت لی ہے جیسے: علامہ خطیب بغدادی وغیرہ۔ اور آپ کی وفات 407ھ میں ہوئی۔

شیخ برہان الدین بھکری:

آپ کا نام و نسب شیخ برہان الدین الحنفی البھکری السندی ہے۔ آپ قرنِ ہشتم کے علمائے کبار و فضلاء دیارِ سندھ میں شمار ہوتے ہیں، اور سندھ کے مشہور مرکز علم و فن اور قدیمی شہر بکھر سے تعلق رکھتے ہیں۔

شیخ برہان الدین حنفی مسلک اور اپنے وقت کے بہت بڑے علامہ تھے۔ آپ سارے علوم عربیہ کے ماہر تھے بالخصوص علومِ اصول (اصول حدیث تفسیر و فقہ) اور فنونِ شریعت میں یگانہ زمانہ مانے جاتے تھے۔⁹

شیخ بھکری سندھ سے ہجرت کر کے دہلی چلے گئے تھے اور وہاں سکونت پذیر ہو کر درس و افادہ کا سلسلہ جاری کیا تھا، اور ساری زندگی وہاں تدریس و تحدیث میں مشغول و مصروف رہے، بے شمار لوگوں نے آپ سے اخذِ علوم کیا۔

شیخ بھکری کی تاریخ وفات کے متعلق کوئی قول متعین نہیں ہے جبکہ یہ بات بالکل ثابت ہے کہ آپ کو قرنِ ہشتم کے رجال میں شمار کیا جاتا ہے۔

شیخ محمد حسین ٹھٹھوی:

شیخ محمد حسین سندھ کے مشہور مرکز علوم و فنون شہر ٹھٹھہ کے علمائے صالحین و فقہاء محدثین قرنِ نہم میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے علومِ ظاہری و باطنی (علوم حدیث و تفسیر اور فنونِ شریعت و طریقت) کی تحصیل و تکمیل اپنے شہر اور وطن کے مشاہیر علماء و مشائخِ صوفیاء سے کی اور سندھ میں اعلیٰ نام و مقام پیدا کیا۔

تحصیل و فراغت کے بعد اپنے ہی علاقے میں تدریس و تحدیث کا سلسلہ جاری کر کے خلقِ خدا کو مستفیض اور مستفید کرتے رہے، اور بے شمار علماء و فضلاء پیدا کیے۔

آپ کی وفات 893ھ میں ہوئی۔

شیخ بلال المخدوم تلمی:

آپ کا نام شیخ بلال المخدوم بن مخدوم حسن بن مخدوم ادیس سمو ہے۔ آپ دراصل ٹھٹھہ کے شاہی خاندان (سمہ) کے چشم و چراغ تھے،

لیکن آپ نے تخت ظاہری پر تخت باطنی (فقیری) کو ترجیح دے کر محلات شاہی اور شان و شوکت کو خیر آباد کہا اور باغبان (سیوہن شریف کے علاقے) میں آکر سکونت اختیار کی۔ شیخ بلال المندوم سندھ کے مایہ ناز محدث، ممتاز مفسر اور استاذ الاساتذہ تھے۔ آپ نے باغبان (تلہ) میں تدریس و تحدیث اور اشاعت تفسیر و حدیث کا سلسلہ وہ مشغلہ جاری رکھا۔

آپ علم تفسیر و حدیث میں کامل مہارت رکھتے تھے، آپ کے علم سے سینکڑوں کی تعداد میں شاگرد مستفیض ہوئے۔ شیخ بلال المندوم کو یکم محرم الحرام 929ھ میں شہید کر کے اس چراغِ علم کو بجھا دیا گیا۔

شیخ عبدالعزیز الکابانی :

شیخ عبدالعزیز الکابانی السندی کا لقب عماد الدین ہے۔ آپ قرن دہم کے ان فضلاء محدثین سے ہیں جو بیرون ملک سے سندھ تشریف لائے تھے۔ آپ کا اصل وطن ہرات (ایران) تھا۔ دسویں صدی میں ہجرت کر کے سندھ تشریف لائے اور بمقام کابان جو مضافات سیوستان میں ایک مشہور قصبہ ہے وہاں سکونت پذیر ہو گئے۔

آپ اپنے وطن میں علوم حدیث و فنون شریعت کی تحصیل و تکمیل کر کے بڑے فضل و کمال اور جاہ و جلال کے مالک بن گئے تھے، پھر وہاں عرصے دراز تک تدریس و تحدیث کا سلسلہ و مشغلہ جاری کر کے سینکڑوں شائقین علم و طالبان دین کو مستفیض و مستفید کرتے رہے۔ ہجرت کے بعد جب آپ سندھ میں مقیم ہو گئے تو یہاں بھی حلقہ درس و تدریس جاری کیا تو آپ کے علم و فضل کی شہرت سن کر سندھ کے اطراف سے طلباء و علماء نے رجوع کیا اور خلقِ کثیر و جم غفیر نے آپ سے علوم حدیث و فنون شریعت کی تحصیل و تکمیل کی۔¹⁰

شیخ عماد الدین الکابانی نے تدریس و تحدیث کے ساتھ ساتھ اس فن شریف (حدیث) کی تصنیف و تالیف سے بھی قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ آپ نے حدیث کی مشہور درسی کتاب (مشکاۃ المصابیح) کی عمدہ شرح لکھی جس کا نام (منہاج المشکاۃ) ہے، لیکن یہ نامکمل رہ گئی تھی۔ آپ کی متفرق درسی کتب پر بہت بڑی تعلیقات ہیں اور بڑے بڑے مترجمین و مورخین نے بھی آپ کی تدریسی و تصنیفی خدمات کو سراہا ہے۔ آپ کی وفات کی تاریخ میں بھی کوئی قول متعین نہیں ہے، البتہ یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو قرن دہم کے فضلاء میں شمار کیا گیا ہے۔

شیخ جعفر بن میران البوبکانی :

آپ کا نام مخدوم جعفر بن مخدوم عبدالکریم (میران) بن یعقوب البوبکانی ہے۔ آپ سندھ کے مشہور شہر بوبک یا بوبکان ضلع دادو کے سیوستان کے علاقے میں سکونت پذیر تھے۔

مخدوم جعفر قرن دہم کے ان مشاہیر رجال میں سے ہیں جن پر وادی سندھ فخر کر سکتی ہے۔

آپ جامع معقولات و ماہر منقولات اور فقید المثل مصنف و مؤلف تھے۔

آپ کی پیدائش ایک علمی گھرانے میں ہوئی، اور ایک علمی ماحول و درگاہ کے سائے میں اپنے تربیت و پرورش پائی۔ آپ کے والد کے ادارہ میں تدریس و تحدیث جاری تھا کہ آپ پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے کے قابل ہو گئے، اور سارے علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل اپنے والد

سے کی۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

شیخ جعفر ایک اعلیٰ رتبہ و معیار کے مصنف و محقق تھے۔ آپ کا نظیر و مثال متاخرین تو درکنار متقدمین مصنفین میں بھی بہت کم ملے گا۔ آپ کی تصانیف تو بہت ہیں لیکن معروف و مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔۔۔۔

(الصادق المنصف)

اس کا پورا نام "الصادق المنصف المحقق بالدلائل التي هي بالتقديم احرى و احق" ہے۔ مصنف نے بدعت کے خلاف اس کتاب کے اندر ایک عظیم جہاد (قلمی جہاد) کیا ہے اور دین اسلام کو ہر غل و غش سے پاک و صاف رکھنے کی بڑی حد تک جدوجہد کی ہے۔ آپ اس کتاب کے اندر بدعات کو رد کرنے کے لئے احادیث رسول سے استدلال کرتے ہیں۔

(حل العقود)

اس کتاب کا پورا نام "حل العقود في طلاق السند" ہے۔ عربی زبان میں ہے، لیکن مسائل بیان کرتے وقت سند ہی الفاظ و اصطلاحات بھی استعمال کی ہیں۔

اس کتاب میں اہل سندھ کے طلاق دینے کے طریقے اور ان سے متعلق فقہی احکام بیان کئے ہیں۔

(المتانة في مرممة الخزانة)

یہ کتاب مخدوم صاحب کی ایک شاہکار تصنیف ہے۔ مصنف نے قاضی جگن گجراتی کی کتاب "خزانة الروایات" کو سامنے رکھ کر اس کی ترمیم و تنسیخ اور اصلاح و تصحیح میں یہ کتاب لکھی ہے۔

خزانة الروایات مسائل اور اندراجات کے اعتبار سے ایک محیط و بسیط کتاب ہے، لیکن صحت روایات کے اعتبار سے ایک ناقابل اعتبار و غیر معتبر دفتر ہے۔ قاضی موصوف نے اس کی تالیف میں روایات و احکام کی صحت و سقم کا کوئی خیال نہیں کیا ہے اور کتاب میں خشک و ترا ساطیر اور مشکوک و موضوع احادیث کو جمع کر کے اسے خزانة الروایات کی بجائے خزانة الشبهات بنا دیا ہے۔ اس لیے یہ کتاب علمائے محققین و فضلاء نے محدثین کا ہدف اعتراضات بن گئی اور انہوں نے اس پر کافی جرح و قدح کر کے اسے غیر معتبر و ناقابل اعتماد قرار دیا۔

علامہ جعفر نے اس کتاب سے غیر معتبر مسائل و احکام اور موضوع احادیث و روایات کو خارج کر کے ان کے بدلے مفتی بہ احکام اور صحیح احادیث و قوی روایات کا اضافہ کیا۔ اور اس کا نام "المتانة في مرممة الخزانة" رکھا جو فقہ حنفیہ میں ایک معتمد علیہ اور قابل سند کتاب بن گئی۔

(الحجة القوية)

یہ مصنف کا ایک شاہکار فقہی رسالہ ہے۔ جو (74) اوراق پر مشتمل ہے۔

سند ہیوں میں قدیم زمانے سے حلف باطلاق کا رواج تھا جس کے لیے ان کے عرف میں "مون طلاقن اتی سنوہ" جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے

تھے، جس پر سندھ کے علمائے سلف انعقاد حلف کا فتویٰ دیتے تھے، لیکن اس زمانے کے بعض مدعیان علم وفقہ مثلاً: قاضی قاسمی نے علمائے سلف وفقہائے وقت کے طریقے و فتویٰ کے برخلاف اس کے ماننے سے انکار کیا اور اپنے موقف پر ایک رسالہ بنام الرسالة الحلیۃ تالیف کیا تو مخدوم جعفر نے اس کے رد میں یہ زیر نظر رسالہ لکھا اس رسالے کا پورا نام یہ ہے (الحجة القویة فی جواب الرسالة الحلیة) (البیان المبرم)

یہ رسالہ (26) اوراق پر مشتمل ہے۔ اس مختصر رسالے میں انہوں نے طلاق کے متعلق سندھیوں کے عرف و اصطلاح میں رائج الفاظ "تون" تون چھڈی انہیں اوون تو کھی چھڈی" کی تشریح اور ان کے حکم شرعی کا بیان کیا ہے۔

(منہج العمال)

یہ کتاب علم حدیث میں ہے، کیونکہ کنز العمال (حضرت شیخ علی المصطفیٰ) کی مشہور تالیف ہے جو حدیث کی ایک ضخیم کتاب ہے، جسے انہوں نے علامہ جلال الدین سیوطی کی حدیث کی مشہور کتاب (جمع الجوامع) کو محبوب و مرتب کر کے تیار کیا تھا۔ پس شیخ جعفر نے مذکورہ کنز العمال سے احادیث منتخب کر کے یہ مجموعہ منہج العمال تیار کیا ہوگا۔ اسی طرح سے یہ کتاب حدیث میں ایک عمدہ تالیف ہوگی۔¹¹

مخدوم جعفر کی تاریخ وفات پر کوئی متعین قول نہیں ہے، جبکہ آپ کو دسویں صدی ہجری کے محدثین میں شمار کیا گیا ہے۔

شیخ مصلح الدین لاری:

شیخ مصلح الدین لاری آپ قرن دہم کے ممتاز فقہائے محدثین و فضلاء مصنفین میں سے تھے۔ شیخ مصلح الدین علوم معارف اسلامیہ (تفسیر حدیث اور فقہ) و فنونِ حکمیہ معقولات و منقولات میں اپنی نظیر آپ تھے۔ علم و فضل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عقل کامل کے زیور سے بھی آراستہ و پیراستہ کیا تھا۔ آپ عظیم فہم و فراست کے مالک تھے۔ دینی و دنیوی مہمات و معاملات میں آپ کی فراست و مہارت مسلم تھی۔

شیخ مصلح الدین 960ھ تک سندھ میں رہ کر تدریس و تحدیث کے ذریعے علوم قرآن و حدیث اور فنون شریعت کی نشر و اشاعت کرتے رہے اور بے شمار علماء و فضلاء اور خلقِ خدا کو چشمہ علم محمدی سے سیراب و فیضیاب کیا۔

آپ سے اس وقت کے حاکم سندھ مرزا شاہ حسین اور علماء کی ایک جماعت نے اخذ علوم کیا۔

تدریس و تحدیث کے ساتھ ساتھ شیخ لاری نے تصنیف و تالیف میں بھی قابل قدر کارنامے انجام دیے ہیں۔

آپ کی تصانیف میں مندرجہ ذیل کتابیں مشہور ہیں ----

شرح شمائل نبوی، حاشیہ تفسیر بیضاوی، شرح المنطق، شرح تہذیب المنطق، شرح ہدایت الحکمت وغیرہ۔

شیخ لاری ایک طویل مدت تک سندھ میں قابل قدر علمی خدمات انجام دینے کے بعد 960ھ میں سندھ سے ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے،

اور وہاں ہی مستقل سکونت اختیار کی اور باقی زندگی سایہ بیت اللہ شریف میں گزاری۔

آپ کی وفات مکہ معظمہ میں 979ھ میں ہوئی۔¹²

شیخ قاسم بن شیخ یوسف (رئیس المحدثین)

آپ کا نام شیخ قاسم بن شیخ یوسف بن رکن الدین بن معروف بن شہاب الدین شہابی المعروف فی الپائانی السندی ہے۔

رئیس المحدثین آپ کا خطاب و لقب ہے۔ آپ بھی قرنِ دہم کے فضلاء محدثین و اولیائے کاملین میں سے ہیں۔ شیخ قاسم سندھ کے مشہور قصبہ پاٹ میں پیدا ہوئے تھے، اس لیے آپ کو پائناہی کہتے ہیں۔

آپ کی پیدائش اور نشوونما ایک علمی گھرانے میں ہوئی تھی اس لیے ہوش سنبھالتے ہی آپ تحصیلِ علم و فن میں مشغول ہو گئے، اور سرعت سے علوم و فنون کے اعلیٰ مدارج طے کرتے ہوئے "رئیس المحدثین" کے لقب و خطاب سے سرفراز ہو گئے۔

آپ نے علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی شیخ طاہر اور دوسرے جید علماء کرام سے کی، اور علوم باطنی کا اکتساب حضرت شیخ زکریا (خلیفہ شیخ بہاء الدین) سے کیا۔

شیخ قاسم تحصیل فراغت کے بعد خود تدریس و تہذیب اور اشاعتِ علوم میں مشغول ہو گئے۔

بے شمار علماء و فضلاء نے آپ سے علوم حدیث و فنون شریعت کی تحصیل کی۔

شیخ قاسم اپنے زمانے میں یگانہ روزگار تھے اور فقہ اور حدیث میں مشہور علماء میں سے ایک تھے۔ شیخ قاسم کو رئیس المحدثین کا لقب آپ ﷺ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا، یہ نہ صرف آپ کی بلکہ پوری سندھ کی سرفرازی و سر بلندی شمار ہوتی ہے اور اس باب الاسلام سندھ کو اس اعلیٰ اعزاز پر فخر ہے۔

آپ کی وفات 980ھ میں ہوئی۔

علم حدیث کے میدان میں راشدی خاندان کی بھی بہت زیادہ خدمات ہیں، جن کا مختصر جائزہ لیتے ہیں:

سرزمین سندھ میں راشدی خاندان کی دینی و علمی خدمات مسلم ہیں۔ راشدی خاندان نے تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، سیرت، اسمائے رجال، لغت، حکمت، فلسفہ اور شعر میں مستند اور مانے ہوئے ماہر پیدا کیے، جنہوں نے پوری سندھ کو فیضیاب کیا۔

پیر سید صبغت اللہ شاہ راشدی:

پیر سید صبغت اللہ شاہ بڑے عالم باعمل تھے اور ایک نایاب نادر علمی کتب خانے کے مالک تھے۔ ان کی کتابوں کی تعداد پندرہ ہزار سے متجاوز تھی کتب، شروح حدیث کا خاصہ ذخیرہ تھا، ان کے علاوہ تفاسیر، قرآن مجید اور فارسی شعراء کے دیوان بھی تھے۔¹³

پیر سید ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدی:

آپ 1277ھ میں پیدا ہوئے، اور آپ کی تعلیم و تربیت خالص دینی اور علمی ماحول میں ہوئی۔ آپ نے دینی تعلیم کا اکتساب نامور اور جید علماء

سے کیا۔ آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا عبید اللہ سندھی بھی شامل ہیں۔

حدیث کی سند شیخ اکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی اور علامہ حسین بن محسن انصاری یمانی نزہیل بہوپال سے حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے پوری زندگی دین اسلام کی نشر و اشاعت کتاب و سنت کی ترقی و ترویج میں بسر کر دی۔ آپ کی علمی و دینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

آپ کا سب سے عظیم کارنامہ قرآن و حدیث کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے 1901 ع میں گوٹھ پیر جھنڈو میں ایک دینی مدرسہ دارالرشاد کا قیام ہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی کو اس مدرسہ کا صدر مدرس مقرر کیا گیا اور دیگر علمائے کرام کی بھی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس مدرسہ میں سندھ کے علاوہ ہندوستان کے دوسرے صوبوں سے بھی طلباء نے داخلہ لیا اور علوم دینیہ کے اس چشمے سے سیراب ہوئے۔ ان کا دوسرا بڑا علمی کارنامہ مدرسہ دارالرشاد کے ساتھ ایک عالیشان کتب خانے کا قیام تھا۔ آپ نے اپنے خاندانی کتب خانے میں توسیع کی اور اسلامی ممالک سے تفسیر، حدیث، تاریخ اسماء رجال اور دوسرے علوم کی نایاب کتابیں منگوا کر اس کتب خانے میں جمع کیں۔ سید رشید اللہ شاہ کو مطالعہ کا بے انتہا شوق تھا۔ اپنے مطالعے اور معلومات کو عوام الناس تک پہنچانے کے لیے آپ نے سندھی، عربی، اردو اور فارسی میں 70 سے زائد کتابیں لکھیں۔

آپ نے حدیث کے فن میں مندرجہ ذیل کتابیں لکھیں۔۔۔۔

(کشف الاستار عن رجال معانی الاسرار):

علامہ طحاوی کی شرح معانی الآثار کے رجال پر علامہ بدر الدین عینی کی کتاب معانی الاختیار فی اسماء رجال معانی الآثار کا اختصار کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دارالاشاعت دیوبند سے تیرے 1349ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

(تجريد بخاری):

اس کتاب کا سید رشید اللہ شاہ نے سندھی میں ترجمہ کیا۔

(الاعلام برواۃ الامام):

یہ کتاب مسند امام ابو حنیفہ کے اندر رجال کے احوال پر مشتمل ہے، جن کا تقریب التہذیب میں ذکر نہیں ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ المکتبہ العالیہ العلمیہ درگاہ شریف میں اور دوسرا مخطوطہ مکتبہ راشدیہ آزاد پیر جھنڈو میں موجود ہے۔

(نشاط الراغبین فی تخریج احادیث صراط الطالبین):

اس کتاب کے اندر سید محمد یاسین راشدی کی کتاب صراط الطالبین کی احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔ اس کا مخطوطہ المکتبہ الراشدیہ آزاد پیر جھنڈو میں موجود ہے۔

(تحقیق حدیث انا احمد بلا میم):

اس روایت کے سب طرق جمع کر کے ان پر کلام کیا گیا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔ اس کا مخطوطہ المکتبہ العالیہ العلمیہ درگاہ شریف میں موجود ہے۔

(سیر آخرت ترجمہ سندھی سفر السعاده):

علامہ مجد الدین فیروز آبادی کی کتاب سفر السعادت کا سندھی ترجمہ ہے اور اس کی احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔
علامہ پیر سید ابوتراب رشد اللہ شاہ نے چار شعبان، 1340ھ کو اس دنیا فانی سے رحلت فرمائی۔

سید ضیاء الدین شاہ راشدی:

پیر سید ضیاء الدین شاہ راشدی علامہ ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدی کے بڑے صاحبزادے تھے۔
آپ کی پیدائش 1304ھ میں ہوئی۔ آپ نے علوم اسلامی کی تحصیل اپنے آبائی مدرسہ دارالرشاد سے کی۔
آپ نے جامع ترمذی کا سندھی میں ترجمہ کیا تھا اور علم میراث کی کتاب سراجی کی احادیث کی "تخریج بنام عون اللطیف فی تخریج احادیث السراجیہ" کی تھی۔

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی :

آپ کی ولادت گوٹھ پیر جھنڈو میں 10 جولائی 1925ء میں بمطابق 18 ذوالحجہ 1343ھ میں ہوئی۔ آپ نے آبائی دسگاہ مدرسہ دارالرشاد میں تعلیم حاصل کی۔
آپ نے سید محب اللہ شاہ راشدی، مولانا عبد اللہ بہاولپوری مکی، مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، مولانا حافظ عبد اللہ روپڑی، مولانا ابواسحاق نیک محمد امرتسری، مولانا عبید اللہ سندھی سے علم حدیث کی اجازت اور سند حاصل کی۔
آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ مدرسہ دارالرشاد میں شروع کیا، اس کے ساتھ آبائی کتب خانے سے بھرپور فائدہ اٹھا کر مطالعہ میں خوب اضافہ کیا۔

تقریر اور تحریر کے ذریعے سندھ میں توحید و سنت کی دعوت کا کام بحسن و خوبی ادا کیا۔ قرآن اور احادیث کی تعلیمات کو عام کیا۔
1955ء میں نیو سعید آباد میں شہر سے متصل آزاد پیر جھنڈو نامی گاؤں آباد کیا۔ وہاں مدرسہ محمدیہ اور مکتبہ راشدیہ کی بنیاد رکھی۔ مدرسے میں منتخب طلباء کو صحیح بخاری و تفسیر ابن کثیر پڑھاتے رہے۔

آپ کا مطالعہ بہت زیادہ وسیع تھا۔ آپ نے تفسیر، علوم القرآن، حدیث، علوم الحدیث، تراجم، رجال، شروح الحدیث، اصول فقہ کتب فقہ المذاہب الاربعہ، ادب، تاریخ، لغت، علوم اللغۃ العربیہ، شعر، عقائد، منطق، معانی، بلاغت وغیرہ پر دسترس حاصل کی تھی۔
آپ نے مختلف موضوعات پر ڈیڑھ سو کے قریب عربی، اردو اور سندھی میں کتابیں تصنیف کیں۔

علم حدیث پر آپ کی اہم کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔۔۔۔۔

(السيط الابريز حاشية مسند عمر بن عبد العزيز):

امام ابو بکر بن الباغندی کی جمع کردہ مسند عمر بن عبدالعزیز کی تخریج و تعلیق ہے، جو مکتبہ فاروقیہ ملتان سے شائع ہو چکی ہے۔

(تهذيب الاقوال فيمن له في البرأة من الرجال):

اس کتاب میں "البراة الطرق حدیث من کان له امام فقراة الامام له قراة" کے رجال کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔

(جلاء العينين بتخریج روایات البخاری فی جزء رفع الیدین):

اس کتاب میں امام بخاری کی جزء رفع الیدین کی روایت کی تخریج کی گئی ہے۔ 213 صفات کی یہ کتاب ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد نے 1983 میں شائع کی ہے۔

(جزء منظوم في اسماء البدلسين):

اس کتاب میں مدلس راویوں کے نام، ان کے طبقات کی ترتیب کے ساتھ منظوم پیش کیے گئے ہیں۔

(القول اللطيف في الاحتجاج بالحديث الضعيف):

اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے کہ کن حالات میں اور کن شرائط پر ضعیف حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

(الامام وتبويب لاحاديث الخطيب على الاحكام):

امام خطیب بغدادی کی تاریخ بغدادی میں وارد احادیث کو ابواب کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے۔

(التعلقات الراشديه على شرح اربعين النوويه للشيخ محمد حیات سندھی):

اس کتاب میں شیخ محمد حیات سندھی شرح اربعین نوویہ پر تعلیقات لکھیں ہیں۔

(شیوخ الامام البیهقی تراجیمہ):

اس کتاب میں امام بیہقی کے اساتذہ کے تراجم لکھے ہیں۔

(الاربعينات في الدينيات):

اس کتاب میں 40 ابواب منعقد کئے ہیں اور ہر باب میں چالیس احادیث ذکر کی ہیں۔

یہ تمام مذکورہ کتابیں ان کے ذاتی کتب خانہ المکتبہ الراشدیہ آزاد پیر جھنڈ و نیو سعید اباد میں محفوظ ہیں۔¹⁴

خلاصہ بحث :

باب الاسلام سندھ وطن عزیز پاکستان کا وہ خطہ ہے جو صدیوں سے تاریخ و ثقافت تہذیب و تمدن علم و ادب کا گہوارہ رہا ہے۔ -

سندھ کی زمین پر سب سے پہلے اسلام کی کرنیں پڑیں، اور یہ حقیقت ہے کہ سندھ باب الاسلام ہے، یہاں سے ہی پورے برصغیر میں اسلام کا آفاقی پیغام پہنچا جو پیغام آج بھی رہتی دنیا تک کے لئے دنیاوی کامیابیوں کے لئے باعث افتخار ہے۔

متعدد علماء کرام خاکِ سندھ سے اٹھے اور اپنے علم و فضل، درس و تدریس اور افکار و معارف سے عالم اسلام کو فیضیاب کیا۔ سرزمینِ سندھ میں اسلام کی آمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے میں ہی شروع ہوئی، پھر تابعین و تبع تابعین اور زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ سندھ کے اندر بڑے دینی مراکز و مدارس بھی قائم کیے گئے جن میں عربی علوم اور اسلامی فنون کی دس و تدریس تحصیل و تکمیل کا رواج عام ہوا۔

ان مدرسوں کے اساتذہ کرام میں نہ صرف سندھ بلکہ عرب عراق، شام اور عجم کے ماہرین علوم و فنون اپنی خدمتیں سرانجام دیتے تھے۔ درس و تدریس کے لحاظ سے سندھ کے مشہور شہر منصورہ، ملتان، بکھر، ٹھٹھہ، حیدر آباد جیسے مقامات اسلامی تہذیب و علوم کے لئے پوری اسلامی دنیا کی توجہ کا مرکز تھے۔

ہم نے اپنے اس مقالے میں جن مشہور شخصیات کا ذکر کیا ہے ان کی علم حدیث کے میدان کے اندر بہت بڑی خدمات رہی ہیں، پھر وہ خدمت درس و تدریس کے لحاظ سے ہو یا تصنیف کے لحاظ سے ہو یا تبلیغ کے لحاظ سے ہو، بہر حال! انہوں نے علم حدیث کے میدان میں اپنے آپ کو منوایا اور وہ بڑے امام بن گئے باقی ان کے علاوہ بہت سارے اور بھی علماء ہیں جنہوں نے سندھی زبان کے اندر علم حدیث میں خدمتیں کی ہیں ان کا تعارف (حوالے کی کتب) میں دیکھا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

1. ضیاء اللہ خان جدون، صحابہ کرام پاکستان میں، نوار خان جدون ریسرچ سنٹر پبلیک گدون صوابی پختونخواہ 2017، ص 16
2. عینی حکیم محمد قاسم، علم حدیث میں سندھ کا حصہ، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، 1982، ص 33
3. الحموی علامہ یاقوت، معجم البلدان، مطبوعہ بیروت 1325ھ، ج 2، ص 495
4. عینی حکیم محمد قاسم، علم حدیث میں سندھ کا حصہ، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، 1982، ص 41
5. ایضاً، ص 44-45
6. بھٹی مولانا محمد اسحاق، فقہائے ہند، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، طبع اول 1974، ج 1، ص 55
7. عینی حکیم محمد قاسم، علم حدیث میں سندھ کا حصہ، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، 1982، ص 253
8. علی بن حسن بن سید اللہ ابن عساکر، التاریخ الکبیر، مطبوعہ روضۃ الشام، 1332، ج 4، ص 159
9. بھٹی مولانا محمد اسحاق، فقہائے ہند، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، طبع اول 1974، ج 1، ص 190
10. ایضاً، ج 3، ص 223
11. عینی حکیم محمد قاسم، علم حدیث میں سندھ کا حصہ، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، 1982، ص 448...425

12. عيني حكيم محمد قاسم، علم حديث ميں سندھ كا حصہ، مقالہ برائے پي ايچ ڈي، 1982، ص 461
13. پروفيسر ڈاكٲر خالد داد، آرٲيكل، راشدي خاندان كى خدمات حديث، جامعہ پنجاب لاہور، ص 126
14. ايضاً، ص 132-34

References

1. Ziaullah Khan Jadoon, Sahaba Kiram Pakistan main, Nawar Jaan Jadoon Research Centre Basci Gadoon Soabi, KPK 2017, p. 16.
2. Ainy Hakeem Muhammad Qasim, Ilm-e-Hadeeth main Sindh Ka Hissa, Maqala Ph.D, 1982, p. 33.
3. Al-Hamvi Allama Yaqoot, Muajim al Baldan, Matbooa Beruit 1325 A.H, Vol: 2, p. 495.
4. Ainy Hakeem Muhammad Qasim, Ilm-e-Hadeeth main Sindh Ka Hissa, Maqala Ph.D, 1982, p. 41.
5. Ibid, p. 44-45.
6. Bhatti, Molana Muhammad Ishaque, Fiqahai Hind, Idara Saqafat Islamiya, Lahore, Vol: 1, 1974, p. 55.
7. Ainy Hakeem Muhammad Qasim, Ilm-e-Hadeeth main Sindh Ka Hissa, Maqala Ph.D, 1982, p. 253.
8. Ali bin Hassan bin Hibatullah abn Asakar, Al Tareekh al Kabeer, Matbooa Rozat ul Shaam, 1332, Vol: 4, p. 159.
9. Bhatti, Molana Muhammad Ishaque, Fiqahai Hind, Idara Saqafat Islamiya, Lahore, Vol: 1, 1974, p. 190.
10. Ibid, Vol: 3, p. 223.
11. Ainy Hakeem Muhammad Qasim, Ilm-e-Hadeeth main Sindh Ka Hissa, Maqala Ph.D, 1982, p. 425, 448.
12. Ibid, p. 461.
13. Professor Dr. Khalid Dad, Article, Rashdi Khandan Ki Khidmat Hadeeth, Jamia Punjab, Lahore, p. 126.
14. Ibid, p. 132-134.